www.KitaboSunnat.com



مرتب: حافظ نعیم الرحمٰن ناصف☆
مترجم: حافظ محمد مصطفیٰ راسخ٭

# ضمیمہ فتاویٰ علمائے عرب

| |
|---|
| قراءات نمبر دوم میں عالم عرب کے معروف اہل علم ومشائخ کے فتاویٰ جات پیش کیے گئے تھے، شمارہ ہذا میں ان کا ضمیمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ فاضل مرتب نے یہ تمام فتاویٰ جات انٹرنیٹ سے حاصل کیے ہیں، لہٰذا انہوں نے حوالہ جات کے طور پر تمام فتاویٰ کے لنک دے دیئے ہیں۔ [ادارہ] |

## ایک حرف پر مصاحف کو جمع کیا جانا؟

سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا تھا اور باقی حروف حذف کر دیئے تھے؟ یا انہوں نے بعض قراءات کو باقی رکھا تھا اور بعض کو حذف کر دیا تھا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسر منه»

[صحیح بخاری:۲۲۴۱، ۴۶۵۳، صحیح مسلم:۱۳۵۴، جامع الترمذی:۲۸۶۷]

محققین اہل علم فرماتے ہیں:

یہ حروف مختلفہ فی الالفاظ اور متقارب فی المعنی ہیں۔ جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے اختلاف کی خبر ہوئی اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جنگ آرمینیہ سے واپس آ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

"أدرك الناس" "لوگوں کو سنبھالئے"

تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی مشورہ دیا کہ قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا جائے تاکہ لوگ اختلاف میں نہ پڑیں۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار افراد پر مشتمل کمیٹی بنا دی جن کے نگران کاتب وحی سیدنا سید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو مختلف صوبوں میں روانہ کر دیا۔ یہاں تک کہ لوگ ان سرکاری مصاحف پر اعتماد کرنے لگے اور ان کے درمیان نزاع ختم ہو گیا۔

قراءاتِ سبعہ یا قراءاتِ عشرہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصاحف کے اندر ہی موجود تھیں اور قراءات کا سارا اختلاف اس ایک حرف کے اندر ہی داخل تھا جس کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اس جمع کا مقصد کلام اللہ کی حفاظت اور لوگوں کو اختلاف کرنے سے منع کرنا تھا جو انہیں نقصان دے رہا تھا اور ان کے درمیان فتنے کا سبب بن رہا

☆ فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور
٭ فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔اللہ تعالیٰ نے احرف سبعہ پر قراءت کرنا واجب قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ﴾[المزمل:۲۰] ''اس میں سے جو میسر ہو پڑھو''

چنانچہ لوگ ایک حرف پر جمع ہوگئے۔اس کار خیر پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دے کر اُمت کو اختلاف اور فتنہ سے بچالیا۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.islam-qa.com/ar/ref/125091]

## قراءات عشرہ کا تعارف

سوال: مجھے قراءاتِ عشرہ کے بارے میں بتلائیں۔یہ دس قراءات کیوں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات حروف (سبعہ اَحرف) پر نازل فرمایا ہے؟

جواب:علم قراءات، اہل علم اور قراءِ کرام کے نزدیک معلوم ہے۔صحیح بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا ہے اور یہ حروف باہم متقارب ہیں۔ان میں الفاظ اور معنی کا معمولی اختلاف ہوتا ہے۔جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگوں نے قراءاتِ قرآنیہ میں اختلاف کرنا شروع کردیا تو امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کردیا تاکہ اختلاف ختم ہوجائے۔قراءِ کرام جنہوں نے قراءاتِ سبعہ یا قراءاتِ عشرہ کا اختلاف کیا ہے۔ان میں غالبًا معنی تبدیل نہیں ہوتا مگر بہت کم،قراءاتِ سبعہ وعشرہ کا اختلاف بہت معمولی اختلاف ہے اور یہ سارے کا سارا اختلاف ایک ہی حرف میں داخل ہے جس پر قرآن مجید نازل ہو۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.binbaz.org.sa/mat/11253]

## قراءاتِ سبعہ کا مختصر تعارف

سوال: آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہمیں قراءاتِ سبعہ کا مختصر تعارف کروا دیں؟

جواب: قراءاتِ سبعہ اور قراءاتِ عشرہ اہل علم کے ہاں معروف ہیں اور قراءِ عشرہ بھی معروف ہیں۔جن کی تفصیلات امام شاطبی رحمہ اللہ کی کتاب 'حرز الامانی ووجه التهانی' میں موجود ہیں۔اس کتاب میں قراءات کا معنی، قراءاتِ ثلاثہ کا تعارف وغیرہ تفصیلاً موجود ہے۔یہ قراءات، ادغام، اظہار، رفع، نصب، مد اور عدم مد وغیرہ میں مختلف ہوتی ہیں۔لیکن ان تمام قراءات کا مرجع اس مصحف کا رسم ہے جسے امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لکھا۔اگرچہ بعض مقامات میں معمولی سا اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔جیسے 'فَأَزَلَّهُمَا ، فَأَزَالَهُمَا' قراءِ کرام کا اختلاف اپنے مشائخ سے نقل کے اعتبار سے ہے۔اور یہ اختلاف بھی انتہائی معمولی سا ہے۔جس سے معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا۔لیکن قاری پر واجب ہے کہ وہ مصحف کے رسم کا التزام کرے تاکہ اس کے ملک میں رہنے والے قراء کے درمیان اختلاف اور نزاع پیدا نہ ہو۔اگر اس کے ملک میں روایت حفص متداول ہے تو وہ روایت حفص میں ہی تلاوت کرے اور اگر اس کے ملک میں روایت حفص کے علاوہ کوئی دوسری



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روایت مثلاً روایت ورش وغیرہ متداول ہے تو وہ اسی روایت میں ہی تلاوت کرے جو اس کے علاقے میں رائج اور متداول ہے تا کہ ان کے درمیان اختلاف اور نزاع پیدا نہ ہو۔ کیونکہ شریعت اختلاف کے اَسباب سے منع کرتی ہے اور اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کے اَسباب کی ترغیب دیتی ہے۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://bayenahsalaf.com/vb/showthread.php?t=1457]

## تلاوتِ قرآن مجید میں مصحف پر اِعتماد

**سوال:** میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ قراءاتِ سبعہ کی رو سے لفظ کو بدلنا جائز ہے۔ مثلاً ﴿كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾ [القارعة:٥] کو 'کالصوف المنفوش' اور ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ [المسد:٥] کو 'في عنقها حبل من مسد' پڑھنا جائز ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کوئی حکم وارد ہے؟

**جواب:** مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ مصحف شریف اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لکھے گئے رسم پر اِعتماد کریں اور اس کے خلاف نہ پڑھیں۔ کیونکہ اس میں تشویش، اختلاف اور تفرقہ بازی کا خدشہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان:

«إن القرآن نزل على سبعة أحرف ، فاقرؤوا ما تيسر منه»

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں گنجائش اور وسعت رکھی ہے اور قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا ہے۔ جن کے الفاظ مختلف اور معانی باہم متقارب ہیں۔ جیسے 'عهن' اور 'الصوف' کا معنی متقارب ہے۔ اسی طرح 'في جيدها' اور 'في عنقها' کا معنی متقارب ہے۔ لیکن چونکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا ہے، تا کہ نزاع اور اختلاف پیدا نہ ہو، لہٰذا اب مسلمانوں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اس خدشے کے پیش نظر مصحف پر ہی اعتماد کریں اور اختلاف ونزاع سے بچیں لیکن تفسیر کے باب میں وضاحت معنی کے لیے قراءات بیان کی جاسکتی ہیں۔ قراءات توقیفی ہیں جن کو مصحف کے رسم کے خلاف نہیں پڑھا جاسکتا۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.alathar.net/home/esound/index.php?op=tadevi&id=5096&coid=61781]

## نزولِ قرآن

**سوال:** محمود عمر نامی ایک شخص نے خط لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید لغت عرب پر نازل فرمایا ہے۔ لیکن ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید کو تلاوت کرنے کی متعدد قراءات ہیں۔ ان قراءات میں سے سب سے اَفضل کون سی قراءت ہے؟ اسی طرح غنہ، مد اور قلقلہ وغیرہ کے بغیر تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جواب: جیسا کہ سائل نے ذکر کیا ہے، قرآن مجید لغت عرب میں ہی نازل ہوا ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا﴾ [یوسف:۲۳۵]

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا﴾ [زخرف:۳]

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾

[الشعراء:۱۹۳،۱۹۵]

اور اس اَمر میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید میں متعدد قراءات ہیں، جن میں سے مشہور قراءات، قراءات سبعہ ہیں۔ جو شخص ان قراءات کا عالم ہو اس کے لیے مسنون یہی ہے کہ وہ باری باری تمام قراءات میں تلاوت کرے۔ کیونکہ قراءاتِ سبعہ سب کی سب متواتر اور نبی کریمﷺ سے ثابت ہیں۔ جب یہ نبی کریمﷺ سے ثابت ہیں تو ان میں بھی یہی مشروع ہے کہ آدمی کبھی کوئی قراءت پڑھے اور کبھی کوئی دوسری قراءت پڑھے۔ جیسا کہ متنوع وجوہ پر مشروع عبادات میں ہم کرتے ہیں کہ کبھی ایک وجہ پر عمل کرلیا اور کبھی دوسری وجہ پر عمل کرلیا تاکہ تمام سنتوں پر عمل ہوجائے۔ لیکن غیر عالم کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ فقط ظن کی بناء پر کوئی قراءت کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پاس موجود مصحف کی قراءت پر ہی اکتفاء کرے۔ باقی رہا سائل کا یہ سوال کہ کیا غنہ، مد اور قلقلہ کے بغیر تلاوت کرنا جائز ہے؟ اس مسئلے میں میرے نزدیک درست رائے یہی ہے کہ قواعد تجوید کے مطابق تلاوت کرنا مستحب اور اکمل اَمر ہے۔ واجب نہیں ہے۔ لیکن تلاوت میں یہ اَمر ضروری اور واجب ہے کہ کوئی حرف زیادہ یا کم نہ ہو۔

[فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ]

[http://www.sahab.net/forums/showthread.php?t=339393]

## متنوع قراءات کا سبب

سوال: قراءات کے تنوع کا کیا سبب ہے؟ حالانکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا تھا؟

جواب: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک حرف پر مصحف لکھا تھا، لیکن اس وقت مصاحف نقطوں، اعراب اور ممدود سے خالی تھے۔ لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے اَساتذہ مقرئین سے مختلف لہجات میں پڑھا جس سے قراءات متنوع ہوگئیں اور جب مصاحف پر اعراب لگائے گئے تو ہر شخص نے اپنے اپنے اُستاد کے پڑھائے ہوئے کے مطابق اعراب لگائے جس سے یہ اختلاف پیدا ہوگیا۔

[فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=10209&parent=786]



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کسی بھی رِوایت میں تلاوت قرآن

سوال: رِوایت ورش یا قراءاتِ سبعہ میں سے کسی بھی روایت میں قرآن کی تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا روایت حفص کے علاوہ دیگر روایات میں تلاوت کرنا جائز ہے یا ہم صرف روایت حفص عن عاصم پر ہی اکتفا کریں؟

جواب: روایتِ ورش یا قراءاتِ سبعہ میں سے کسی بھی روایت میں تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ورش، مدینہ کے مشہور قاری امام نافع بن ابی نعیم سے روایت کرنے والوں میں سے سب سے معروف راوی ہیں۔ ان کی قراءت طبع ہوچکی ہے اور مغربی ممالک میں مشہور ومتداول ہے، جسے کثیر مالکی پڑھتے ہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے روایت حفص عن عاصم مطبوع ہے اور عرب ممالک میں مشہور و متداول ہے۔ نیز ہمارے لیے ان دو قراءتوں (ورش اور حفص) کے علاوہ قراءِ سبعہ یا قراءِ عشرہ کی قراءات کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔

[فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=4283&parent=786

## قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کا حکم

سوال: قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کرنا حرام ہے۔ کتب قراءات میں قراءاتِ شاذہ کو نقل کرنے کا مقصد تفسیر اور وضاحت ہے۔ خواہ وہ کسی کلمہ کی زیادتی سے ہو جیسے ابن مسعود وغیرہ کی قراءت ہے۔ ''فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ'' یا کسی کلمہ کی کمی سے ہو جیسے بعض صحابہ کی قراءات ہے۔ ''وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ، وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى '' یا مصاحف عثمانیہ کے کسی کلمہ کی تفسیر سے ہو جیسے سیدنا ابن عباس کی قراءت ہے۔ ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ'' مگر جو قراءات رسم عثمانی کے موافق ہو اگرچہ موجودہ (روایت حفص میں مطبوعہ مصحف کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسے قراءتِ شاذہ نہیں کہا جائے گا جیسے ﴿فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾ [الھمزۃ:۹] میں ﴿فِيْ عُمُدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾ [الھمزۃ:۹] عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا۔ واللہ أعلم۔

[فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=6615&parent=786]

## قرآن کریم کا سات لہجوں میں نزول

سوال: میں نے یہ پڑھا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ قرآن مجید اکٹھا کرے، لیکن یہ نص (عثمانی) ایک قراءت پر ہی موحد نہیں، اس لیے کہ پہلے عربی زبان میں حروف علت نہیں تھے، اور اسی طرح کچھ حروف صحیحہ بھی اس شکل میں نہیں تھے، اور مختلف حروف میں فرق کرنے کے لیے کچھ علامات ایجاد کی گئیں، لیکن یہ سب کچھ قرآن مجید کی مختلف قراءات کو نہ روک سکا۔

تو چوتھی صدی کے نصف میں بغداد میں قراءات کے امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اس مشکل کو حل کرنے کے متعلق کہا کہ کلمہ 'الحرف' قراءت کی جگہ لے سکتا ہے اور اس بات کا اعلان کیا کہ ان کے خیال میں قراءاتِ سبعہ صحیح ہیں اس



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیے کہ نبی ﷺ کا یہ قول کہ قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا ہے، کا معنی یہ ہے :
قرآن مجید کی قراءت کے سات طریقے ہیں۔
اوران دنوں جو قرآن کریم کی مشہور قراءات چل رہی ہیں وہ ورش، نافع اور حفص عن عاصم ہیں۔
آپ سے میری گزارش ہے کہ ان مختلف قراءات کے متعلق بتائیں کہ کیا اس کے متعلق کوئی صحیح اَحادیث پائی جاتی ہیں؟

**جواب:** آپ کے سوال کے کئی حصے ہیں میں ایک ایک کرکے ان تمام کا جواب دیتا ہوں:

① اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق سے نوازے آپ کو یہ علم ہونا چاہئے کہ شروع میں قرآن مجید صرف ایک ہی حرف (لہجہ) میں نازل ہوا لیکن نبی ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے زیادہ کا مطالبہ کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سات لہجوں میں جو کہ کافی وشافی ہیں قرآن مجید پڑھایا اور اس کی دلیل یہ ہے :

سیدنا عبداللہ بن عباس علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے قرآن مجید ایک لہجہ میں پڑھایا تو میں نے ان سے زیادہ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے زیادہ کردیا تو میں مطالبہ کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے حتی کہ سات لہجوں پر جاکر ختم ہوا۔)

[صحیح بخاری:۳۰۴۷، صحیح مسلم:۸۱۹]

## ② الأحرف کا معنی کیا ہے؟

اس کے معنی میں سب سے اچھا اور بہتر قول یہ ہے کہ قراءت کے سات طریقے جو لفظی طور پر مختلف ہیں اور معنی میں متفق اور اگر ان کے معانی میں اختلاف بھی ہے تو وہ اختلاف تنوع اور تغایر ہے نہ کہ اختلاف تعارض اور تضاد۔

اور حرف کا لغوی معنی وجہ کا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہوکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل جائے تو دلچسپی لینے لگتے اور اگر کوئی آفت آپڑے تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھالیا یہ واقعی کھلا نقصان ہے۔'' [الحج:۱۱]

③ بعض علماء کا کہنا ہے کہ: الأحرف کا معنی لغات ہے، لیکن یہ معنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر صحیح نہیں وہ کہتے ہیں:

میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان اپنی قراءت کے علاوہ کسی اور قراءت میں پڑھتے ہوئے پایا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت مجھے پڑھائی تھی، میں قریب تھا کہ اس پر جلد بازی کرتا لیکن میں نے اسے وقت دیا حتیٰ کہ اس نے وہ سورۃ ختم کرلی، پھر میں نے اسے اس کی چادر سے پکڑا اور نبی ﷺ کے پاس لایا اور کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے اسے سورۃ الفرقان اس طرح پڑھتے ہوئے پایا جو کہ آپ نے مجھے پڑھائی تھی اس کے خلاف ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے پڑھو تو اس نے اسی طرح وہ پڑھی جس طرح میں نے اسے سنا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ فرمانے لگے اسی طرح نازل ہوئی ہے، پھر مجھے کہنے لگے کہ تم پڑھو تو میں نے بھی پڑھی اور آپ ﷺ فرمانے لگے کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے، یقیناً قرآن مجید سات حرفوں (لہجوں) میں نازل کیا گیا ہے تو تم جو بھی اس میں میسر



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو پڑھو۔[صحیح بخاری: ۲۲۸۷، صحیح مسلم: ۸۱۸]

اور یہ معلوم ہے کہ سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ قریش میں سے اسدی ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قریش میں عدوی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ، اور دونوں ہی قریشی ہیں اور قریش کی تو ایک ہی زبان ولغت ہے، تو اگر حروف کا اختلاف لغات میں اختلاف ہوتا تو یہ دونوں قریشی صحابی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

اور اس مسئلہ میں علماء کرام نے چالیس کے قریب اَقوال نقل کیے ہیں اور ان میں سے راجح قول شائد وہی ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

④ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حروف متعدد الفاظ میں نازل ہوئے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا اِنکار حروف میں تھا نہ کہ معانی میں اور پھر یہ حروف میں اختلاف ، اختلاف تضاد نہیں بلکہ اختلاف تنوع ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

''یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح آپ یہ کہیں کہ هَلُمَّ ، أَقْبِل ، تَعَال) ان کا معنی ایک ہی ہے۔''

⑤ اب رہی قراءتِ سبعہ کی تحدید تو یہ تحدید قرآن وسنت میں سے نہیں کی گئی بلکہ ابن مجاہد رحمہ اللہ کا اپنا اجتہاد ہے، بعض لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ سات حروف سے قراءتِ سبعہ ہی مراد ہیں اس لیے کہ یہ تعداد میں ایک جیسے ہی ہیں۔

یہ عدد یا تو اتفاقی طور پر یا پھر ان سے قصدا سامنے آیا ہے، تا کہ یہ تعداد اَحرفِ سبعہ سے مطابقت اختیار کر لے، اور بعض لوگوں کا جو یہ گمان ہے کہ اَحرف سبعہ سے مراد یہی قراءتِ سبعہ ہے تو یہ ان کی غلطی ہے، اور اہل علم سے یہ بات معروف نہیں ہے۔

بلکہ قراءتِ سبعہ، اَحرفِ سبعہ میں سے ایک حرف ہے اور یہی وہ حرف ہے جس پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا تھا۔

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب مصحف نسخ کیا تو اسے ایک ہی حرف پر تیار کیا لیکن انہوں نے اس پر نقطے اور اعراب (زیر، زبر وغیرہ) نہ لگائے تا کہ اس کے رسم میں وسعت رہے اور دوسرے لہجات (حروف) کا بھی احتمال رہے تو جو اس میں رہا اس کی قراءت بن گئی اور جو نہ تھا اس کو نسخ کر دیا گیا، اور یہ کام اس لیے ہوا کہ قرائت میں لوگ اختلاف کرنے لگے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک نسخہ پر جمع کر دیا تا کہ اختلاف ختم ہو۔

⑦ آپ کا سوال میں یہ کہنا کہ ابن مجاہد رحمہ اللہ کا گمان ہے کہ قراءت حرف کی جگہ میں ہے، تو یہ قول غیر صحیح ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس کی طرف اِشارہ کیا ہے۔[مجموع فتاویٰ: ۲۱۰/۱۳]

اور قراءِ سبعہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

① نافع المدنی رحمہ اللہ ② ابن کثیر المکی رحمہ اللہ ③ عاصم الکوفی رحمہ اللہ ④ حمزہ زیات الکوفی رحمہ اللہ
⑤ الکسائی الکوفی رحمہ اللہ ⑥ ابوعمرو بن علاء البصری رحمہ اللہ ⑦ عبداللہ بن عامر الشامی رحمہ اللہ

ان سب میں سے قراءات کی سند کے اعتبار سے قوی نافع اور عاصم ہیں۔

اور ان میں سے فصیح ابوعمرو اور کسائی ہیں۔ اور نافع سے ورش اور قالون روایت کرتے ہیں۔ اور عاصم سے حفص اور شعبہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ أعلم۔



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(فضیلۃ الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ)

[http://www.islamqa.com/ur/raf/islamqr/5142/print]

## قراءاتِ قرآنیہ

سوال: میں نماز کے انتظار میں ایک مسجد میں داخل ہوا، میں نے مسجد میں موجود مصاحف میں سے ایک مصحف کی تلاوت کرنا شروع کردی۔ جب میں سورۃ الروم کی آیت ﴿اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾[الروم:۵۴] پر پہنچا تو بہت پریشان ہوا؟ کیونکہ اس مصحف میں کلمہ 'ضعف، ضعفا' کو تینوں مقامات پر ضاد کے ضمہ (پیش) کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ حالانکہ میں نے مصر میں جو پڑھا اور حفظ کیا تھا وہ ضاد کے فتحہ (زبر) کے ساتھ تھا۔ اور جامعہ اَزہر کی تصدیق کے ساتھ مطبوع مصحف تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ طباعت کی غلطی ہے اور ہندوستان میں شاید مصر کی طرح مصاحف کی تصدیق کا کوئی نظام رائج نہیں ہے۔ آپ سے سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ طباعت کی غلطی ہے یا کوئی دوسری قراءت ہے یا آپ کے نزدیک اس کی کوئی دوسری تفسیر موجود ہے۔ وضاحت فرما کر مشکور ہوں؟

جواب: میں سب سے پہلے اس نوجوان کا شکرگزار ہوں جو کتاب اللہ پر اتنا غیرت منداور اس کی تلاوت کا اتنا حریص ہے کہ جونہی اسے موقع ملا اس نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی اور پھر اس کے اس اَمر پر بھی شکرگزار ہوں کہ جب اس کے دل میں شک اور وسوسہ پیدا ہوا تو اس نے حصول اطمینان کے لیے فوراً سوال کرلیا اور ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ جس چیز کا اسے علم نہ ہو وہ اہل علم سے پوچھ لے۔ حکم لگانے میں جلدی نہ کرے۔ ''فانما شفاء العي السوال''

اَب میں سائل کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ طباعت کی غلطی نہیں ہے بلکہ ان تینوں کلمات 'ضعف، ضعفا' میں فتحہ اور ضمہ دونوں حرکات ہی صحیح قراءات سے ثابت ہیں۔ امام عاصم اور امام حمزہ کوفی ضاد کے فتحہ کے ساتھ 'ضَعْفٍ، ضَعْفًا' پڑھتے ہیں جبکہ دیگر قراءِ کرام ضاد کے ضمہ کے ساتھ 'ضُعْفٍ، ضُعْفًا' پڑھتے ہیں۔ قراءِ کرام کا کہنا ہے کہ ضمہ قریش کی لغت ہے جبکہ فتحہ تمیم کی لغت ہے۔[تفسیر القرطبی:۱۴/۴۶،۴۷]

یہ بات معروف ہے کہ ہمارے ہاں مشرق عرب میں روایت حفص عن عاصم مشہور و متداول ہے اور اسی روایت میں ہی مصاحف کی طباعت ہوتی ہے۔ میرے علم کے مطابق ہندوستان و پاکستان میں بھی یہ روایت حفص عن عاصم ہی مشہور و متداول ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ ہندی مصحف میں یہ کلمہ ضاد کے فتحہ کے ساتھ 'ضَعْفٍ، ضَعْفًا' مکتوب ہوتا، کیونکہ امام عاصم کی قراءت بفتح الضاد ہے اور ہم سب (یعنی مصری، ہندوستانی اور پاکستانی) امام عاصم کے شاگرد امام حفص کی روایت پڑھتے ہیں۔ پھر یہ ضمہ کیسے آگیا؟

امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ کی کتاب 'القراءات السبع' امام ابن الجزری رحمہ اللہ کی کتاب 'النشر فی القراءات العشر' اور دیگر کتب قراءات کا مطالعہ کرنے سے یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ مصحف ہندی دیگر متداول مصاحف سے مختلف کیوں ہے۔



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام حفص سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر سے منقول مرفوع حدیث کی بنیاد پر اس آیت مبارکہ میں اپنے شیخ امام عاصم کی مخالفت کی ہے، اوران تینوں کلمات 'ضعف ، ضعفا' کوضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ما خالفت عاصماً فی شیء إلا فی ھذا الحرف"

''میں نے اس حرف کے سوا امام عاصم کی کسی شے میں مخالفت نہیں کی۔''

امام ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام حفص رحمہ اللہ سے فتحہ اور ضمہ دونوں ہی صحیح ثابت ہیں۔

امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

میں روایت میں حفص دونوں وجوہ (ضمہ اور فتحہ) کو ہی اختیار کرتا ہوں۔ امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت کی متابعت کرتے ہوئے فتحہ اور امام حفص رحمہ اللہ کے اختیار کی موافقت کرتے ہوئے ضمہ پڑھتا ہوں۔

امام ابن الجزریؒ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور میں ان دونوں کو ہی لیتا ہوں۔ [النشر فی القراء ات العشر لابن الجزری، بمراجعۃ الشیخ علی محمد الضباع:۲/۲۴۵،۲۴۶، مصطفیٰ محمد مصر]

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ ہندی مصحف روایت حفص کے موافق ہی ہے۔ اگرچہ امام حفص رحمہ اللہ نے اس آیت میں اپنے استاد امام عاصم کی مخالفت کی ہے اور شاید میرے ہندوستانی بھائیوں نے ضمہ کو اس بنیاد پر ترجیح دی ہو کہ ضمہ، لغت قریش ہے اور لغت قریش دیگر لغات پر افضل ہے۔ نیز اس ضمہ والی قراءت کے ساتھ مرفوع حدیث وارد ہے۔

جسے امام احمد رحمہ اللہ، ابوداؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ پر اس آیت مبارکہ کی قراءت کی اور پڑھا ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾[الروم:۵۴] (یعنی ضاد کے فتحہ کے ساتھ پڑھا) تو انہوں نے دوبارہ پڑھا ﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾[الروم:۵۴] (یعنی ضاد کے ضمہ سے پڑھا) پھر فرمایا: میں نے بھی نبی کریم ﷺ پر پڑھا تھا۔ جیسے آپ نے مجھ پر پڑھا ہے اور نبی کریم ﷺ نے مجھے ویسے ہی ٹوکا تھا جیسے میں نے آپ کو ٹوکا ہے۔ (اس حدیث کی سند عطیہ العوفی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اگرچہ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) [مسند احمد:۵۲۲۷، تحقیق الشیخ احمد شاکر:۷/۱۷۷،۱۷۸] بہرحال دونوں قراءات (ضمہ اور فتحہ والی) ہی تواتر سے صحیح ثابت ہیں اور ان دونوں میں سے کسی پر بھی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ کائنات میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سر لیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾[الحجر:۹]

[فضیلۃ الشیخ محمد یوسف قرضاوی حفظہ اللہ]

[http://abeerbeauty.com/showthread.php?t=3010]

## مصاحفِ صحابہ

سوال: میں نے (الصدیق ابوبکر) نامی کتاب کے صفحہ:۳۱۶ پر اس آیت کریمہ ﴿ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ﴾ کے بارے میں پڑھا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مصاحف میں 'وصلوۃ العصر' کے الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مکتوب تھی۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے





محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے؟ کیونکہ ہمارے مصاحف میں یہ آیت مبارکہ ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾[البقرہ:۲۳۸]، 'و صلاۃ العصر' کے الفاظ کے بغیر مکتوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبٰطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ﴾ [فصلت:۴۲]

جواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے مخصوص مصاحف تھے۔ وہ ان مصاحف میں تفسیرات، تعلیقات اور توضیحات وغیرہ لکھ لیا کرتے تھے۔ جن مصاحف کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مصاحف میں 'و صلوۃ العصر' کے الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مکتوب تھی۔ یہ تفسیری جملے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور متعدد اَحادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ "صلوۃ الوسطی" سے مراد "صلوۃ العصر" ہے اور یہ روایت اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں اصح ترین ہے۔

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی اَہل علم کا اختلاف رہا ہے کہ صلوۃ الوسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ نمازِ فجر ہے، ظہر ہے یا عصر ہے؟ یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ صحیح ترین رائے یہی ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے۔ اسکی صراحت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مصحف میں 'و صلوۃ العصر' کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ان دنوں تفسیر کو اصل متن سے جدا لکھنے کا کوئی معروف طریقہ رائج نہ تھا۔ قوسین (بریکٹیں) معروف نہ تھیں کہ تفسیری جملوں کو ان کے درمیان لکھ دیا جاتا یا الگ رنگ سے لکھ دیا جاتا۔ بعض روایات میں واؤ کے ساتھ 'و صلوۃ العصر' اور بعض روایات میں واؤ کے بغیر 'صلوۃ العصر' کے الفاظ ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اضافہ تفسیر کے قبیل سے ہے، اس کا کلام اللہ (قرآن مجید) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس تفسیری جملے 'و صلوۃ العصر' کو مصحف عثمان اور مصحف امام میں نہیں لکھا گیا کیونکہ مصحف امام میں صرف وہی کلام لکھا گیا ہے جس کا سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرضۂ اَخیرہ میں دور کیا تھا۔ تفسیرات و توضیحات وغیرہ کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حذف کر دیا تھا اور اس پر صحابہ، تابعین اور تمام مسلمانوں کا طویل زمانے سے اِجماع چلا آ رہا ہے۔ اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد ائمہ، قراءِ سبعہ، قراءِ عشرہ اور مسلمانوں میں سے کسی ایک نے بھی مصحف عائشہ کے مطابق نہیں پڑھا۔

ہمارے ہاں حجت مصحف عثمان ہے۔ جس پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ جسے سلف سے خلف نقل کرتے آ رہے ہیں اور وہ ضروریات دین میں سے ہے۔ مصحف عثمان سے جو کچھ بھی زائد ہے وہ تفسیر کا حکم رکھتا ہے۔ جیسے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں 'فصیام ثلثة أیام متتابعات' مکتوب تھا۔ اہل علم لفظ 'متتابعات' کو تفسیر ہی شمار کرتے ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کے کفارہ کی وضاحت کر کے ان الفاظ کا اِضافہ کر لیا تھا۔ اگر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ آج ہمارے اس دور میں ہوتے تو ضرور ان کلمات کو بین القوسین، اصل متن سے مختلف رنگ کے ساتھ یا حاشیہ پر لکھتے۔ لیکن اس زمانے میں ایسی کوئی شئ معروف نہ تھی۔ وہ اپنے قدرتی ملکہ سے ہی اصل متن اور تفسیر کو پہچان لیتے تھے۔ اسی لیے اُمت اِسلامیہ نے ان تفسیرات کو کلام اللہ اور اصل متن شمار نہیں کیا۔ اصل مصحف اور اصل متن وہی ہے جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے جس کے بارے میں اللہ کا وعدہ ہے۔ ﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبٰطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ﴾ [فصلت:۴۲] کائنات میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس کے خادموں کی تعداد کتاب اللہ قرآن مجید کے برابر ہو۔ سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [الحجر:۹]



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



[فضیلۃ الشیخ محمد یوسف قرضاوی حفظہ اللہ]

[http://www.burhanukum.com/article83.html]

## علم قراءات کا ارتقاء

علم قراءت کی ابتداء پہلی وحی کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ جب سیدنا جبرئیل علیہ السلام لوح محفوظ سے اللہ کی کلام لے کر رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئے۔اس وحی کا پہلا کلمہ [ اِقْرَاْ ] تھا۔سیدنا جبرئیلؑ نے نبی کریم ﷺ کو تلاوت کی کیفیت وادائیگی سکھلائی اور نبی کریم ﷺ نے جس طرح قرآن مجید نازل ہوا تھا اسی طرح اپنے صحابہ کرام کو سکھلا دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی نمازوں اور اپنے گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہے۔پھر انہوں نے اسے اپنی اولادوں اور ساتھیوں کی طرف منتقل کردیا اور بعد میں آنے والے تابعین کو سکھلایا۔یہاں تک کہ ہم تک پہنچ گیا۔

لیکن قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے۔نبی کریم ﷺ تلفظ اور نطق میں عرب قبائل کے لہجات کا خیال رکھتے تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کردیا۔پھر عہد عثمانی میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کے مشورے سے قرآن مجید کے سات نسخے تیار کیے جن کو مختلف اسلامی علاقوں کی طرف روانہ کردیا گیا۔

اسلامی لشکر اپنے ساتھ قرآن اٹھائے ہوئے ہوتے تھے اور ہر جگہ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے نئے قبائل کو سکھلاتے تھے اور ہر گروہ اس کی ویسے ہی تلاوت کرتا تھا جیسے انہوں نے سنا ہوتا یا نقل کیا ہوتا یا وہ رسم عثمانی کے مطابق تلاوت کرلیتے تھے۔چنانچہ مختلف شہروں کی قراءات بھی مختلف ہوگئیں۔جیسا کہ ایک ہی لشکر میں متعدد قراءات پڑھنے والے ہوتے تھے۔

چنانچہ حفاظ اور قراء کرام اُٹھ کھڑے ہوئے جنہوں نے قراءات کو دقت وتحقیق کے ساتھ ضبط کردیا،قراءات کے اختلافات کو مدون کیا اور اسے آگے نقل کرنے لگے۔ان قراء کرام میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی ایک قراءت اور اپنا ایک منہج اختیار کرلیا اور اپنے تلامذہ کو اسی کے مطابق پڑھانے لگے۔وہ گویا کہ ایک مذہب اور طریق بن گیا جو قراءت کے نام سے معروف ہوا۔

چنانچہ سات قراءات میں سات قراء کرام مشہور ہوگئے اور ان کے ساتھ ساتھ مزید تین قراءات مشہور ہوگئیں جو پہلی سات سے کچھ کم مشہور ہیں۔وجوہ نادرہ وشاذہ کو شمار کرنے سے مزید چار قراءات سامنے آئیں۔ نتیجے میں مکمل طور پر چودہ قراءات معروف ہوگئیں۔

پس قراءت : سے مراد وہ طریق یا مذہب ہے،جس پر ائمہ قراءات میں سے کوئی امام دیگر کی مخالفت کرتے ہوئے چلتا ہے۔خواہ یہ مخالفت نطق حروف میں ہو یا نطق ہیئت میں ہو۔اب ساری قراءات کسی نہ کسی امام اور مقری کی طرف منسوب ہیں جن کی سند تواتر کے ساتھ نبی کریم ﷺ تک ثابت ہے۔

[دار الفتوی فی جمهور اللبنانية]

[http://www.darfatwa.gov.lb/content.asp+?catid=49&divid=div1000&islam=1]



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ